© rasailojaraid.com

حالات حاضرہ

بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس

از اسرار احمد صاحب آزاد

گذشتہ ماہ کی ۳ تاریخ سے ۱۲ تاریخ تک ماسکو میں جو بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، اس میں دنیا کے ۴۹ ممالک کے ۴۷۱ مندوبین شریک ہوئے۔ جن میں اشتراکی یا نیم اشتراکی ممالک ہی کے نہیں بلکہ متحدہ امریکہ اور برطانیہ ایسے ملکوں کے نمائندے بھی شامل تھے۔ مختصر یہ کہ اس اجتماع میں دنیا کے ہر ممتاز ملک کے ماہرین اقتصادیات، تاجروں، صنعتی اداروں کے مالکوں نے صنعت اور تجارت کے تمام دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے حصہ لیا تھا اور اس اعتبار سے اس اجتماع کو حقیقی معنی میں ایک بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

اس کانفرنس میں جن مسائل اور معاملات پر غور و فکر اور اظہار خیال کیا گیا تھا یہاں انہیں بیان کرنے کی گنجائش نہیں البتہ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اجتماع کے مقاصد کیا تھے اور اگر اس کے فیصلوں اور طے کردہ لائحۂ عمل کی تعمیل اور تکمیل کی جا سکی تو دنیا کی اقتصادیات پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ دنیا کا کوئی ملک دوسرے ممالک سے بے تعلق اور بے نیاز رہ کر اپنی اقتصادیات اور معاشیات کو منظم نہیں کر سکتا اور دنیا کے بیشتر ممالک کی بہتر اور اطمینان بخش اقتصادیات کا مدار دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کرنے اور تجارتی تعلقات کو قائم رکھنے پر ہے۔

مثال کے طور پر برطانیہ ہی کو لے لیجئے۔ اس ملک کے باشندے اپنی خوراک کا ۶۰ فیصدی دوسرے ممالک سے حاصل کرتے ہیں اور وہاں کے مویشیوں کے دانہ کا ۷۷ فیصدی مشرقی یورپ کے ملکوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے شروع ہونے سے قبل آسٹریا اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے ۹۰ فیصدی غلہ، ۷۵ فیصدی کوئلہ اور ۴۰ فیصدی تمباکو مشرقی یورپ کے ملکوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درآمد کرتا تھا اور ڈنمارک میں ہالینڈ کے تمام تر مویشیوں کا انحصار اس چارہ اور دانہ پر تھا جو ان کے لئے پولینڈ ہنگری اور رومانیہ سے حاصل کیا جاتا تھا۔ پھر یہ امر بھی واضح ہے کہ جنگ کے زمانے میں اور اس کے بعد بعض عسکری اور سیاسی وجوہ کی بنا پر مشرقی یورپ کے ملکوں کی تجارت پر جو پابندیاں عاید کی جاتی رہی ہیں اور مشرقی نیز مغربی ممالک کے مابین جن تجارتی امتیازات کو روا رکھا جا رہا ہے ان کی بدولت، برطانیہ، فرانس، مغربی جرمنی، اسٹریا اور مغربی یورپ کے دوسرے ملکوں کی اقتصادیات پر بہت برا اثر پڑا ہے۔

جہاں تک مشرق کا تعلق ہے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چین اور جاپان کی اقتصادیات ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہی ہیں اور جب تک چین کے ساتھ جاپان کے تجارتی تعلقات قائم نہ ہوں جاپان کی تجارتی ترقی اور اقتصادی حالات کے بہتر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور آج بعض مغربی ممالک کی مداخلت کے باعث چین اور جاپان کے مابین جو بے تعلقی قائم ہے اس سے جاپان کو شدید ترین نقصانات برداشت کرنا پڑ رہے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوویٹ یونین، عوامی چین اور مشرقی یورپ کے ان ممالک کے جنہیں سوویٹ یونین کے ساتھ وابستہ تصور کیا جاتا ہے، معدنی ذخائر، آبادی، وسیع جنگلات اور حیوانات کی کثیر تعداد کو متحدہ طور پر بین الاقوامی صنعت اور تجارت کے لئے اہم ترین وسائل کی حیثیت حاصل ہے لیکن چونکہ بعض گروہوں کی طرف سے ان ممالک کو باقی ماندہ دنیا سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اس لئے بین الاقوامی اقتصادیات میں ایک انتشار اور پراگندگی پیدا ہو گئی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ صورت حالات زیادہ مدت تک قائم نہیں رہ سکتی اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی تدبیر اختیار کرنا ہی پڑے گی۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مختلف ممالک کی چھوٹی بڑی مصنوعات کے باہم [illegible]ت کی کوئی مستقل اور اطمینان بخش صورت پیدا ہو جائے اور جس ملک میں جو چیز پیدا [illegible] اسے یہ چیز دوسرے ممالک سے ایسی شرائط پر بہم پہونچائی جا سکے جو اس کی قومی اقتصادیات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر بار ثابت نہ ہوں تو اس طرح دنیا کے تمام ملکوں اور قوموں کو صنعتی اور تجارتی اعتبار سے ترقی کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ بے کاری اور بے روزگاری دور ہو سکتی ہے اور چونکہ خام اشیا کی مسلسل فراہمی اور بہم رسانی کی بدولت زندگی کی ضرورتوں میں کام آنے والی اشیا کی تیاری کی رفتار لازماً تیز تر ہو جائے گی اور اس سے ان چیزوں کی قیمتوں میں کمی رونما ہوگی اس لئے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ قومی اقتصادیات اور معاشیات پر اس کا بے حد خوشگوار اثر پڑے گا۔ اور ماسکو میں جو بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ مختلف ممالک اور اقوام کے مابین آزادانہ تجارت کی ایسی صورتیں پیدا کی جائیں جو ہر ملک کی اقتصادی، معاشی، صنعتی اور تجارتی بہتری اور خوشحالی کا موجب ثابت ہو سکیں۔

پھر چونکہ آج قومی زندگی کے کسی ایک شعبہ کو دوسرے شعبوں سے علیحدہ نہیں رکھا جا سکتا اور موجودہ بین الاقوامی دور میں کوئی ایک ملک دنیا کے دوسرے ممالک سے جدا رہ کر ترقی نہیں کر سکتا اس لئے اس کانفرنس کے روبرو ایک اہم سوال یہ بھی تھا کہ آج بعض ممالک اسلحہ سازی اور اسلحہ بندی پر جو گراں قدر رقوم صرف کر رہے ہیں اور ان کی قومی زندگی پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہونے کے باعث بین الاقوامی زندگی پر بھی اس کے جو ناخوشگوار اثرات مرتب ہو رہے ہیں، سامان جنگ کی تیاری کی بدولت عام شہری ضرورتوں میں کام آنے والی اشیا کی پیداوار میں جو معتدبہ کمی رونما ہو رہی ہے ان سب مشکلات پر کسی طرح قابو حاصل کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ ماسکو میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس ان اہم ترین بنیادی مسائل کو حل کرنے کی راہ میں ایک اولین اقدام کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس کانفرنس کو اس اعتبار سے بے حد کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ اوّل تو اس میں دنیا کے ۴۹ ممالک کے ۴۷۱ کے نمائندوں نے شرکت کی، دوسرے اس کی تمام تر کارروائی کو سیاسی نظریات اور اختلافات سے بالاتر رکھا گیا اور تیسرے ایک قرارداد میں ادارہ اقوام متحدہ کی مجلس عمومی کو اس بات کی دعوت دی گئی کہ وہ بین الاقوامی تجارتی مسائل کو حل کرنے اور بین الاقوامی تجارت کے لئے سازگار اور معتدل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالات پیدا کرنے کی غرض سے دنیا کے تمام ملکوں کی حکومتوں کی ایک کانفرنس منعقد کرے۔

مذکورہ بالا بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس ایک غیر سرکاری اجتماع تھا اور اس میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی حیثیت بھی غیر سرکاری ہی تھی لیکن اس اجتماع میں بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینے کے لئے جو لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے اگر مغربی ممالک اور ان کے ہمنوا دوسرے ملکوں نے اس کی تکمیل کے لئے جد و جہد کی تو اس سے نہ صرف بین الاقوامی اقتصادیات ہی پر خوشگوار اثر پڑے گا بلکہ بقائے امن کے امکانات بھی زیادہ روشن اور تابناک ہو جائیں گے۔

اخلاق و فلسفۂ اخلاق

مکمل اور جدید ایڈیشن

علم الاخلاق پر ایک مبسوط اور محققانہ کتاب، جس میں تمام قدیم و جدید نظریوں کو سامنے رکھ کر اصولِ اخلاق، فلسفۂ اخلاق اور انواعِ اخلاق پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اس کے لئے ایک مخصوص اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ اسلام کے نظامِ اخلاق کی تفصیلات کو ایسی دل پذیر ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے مجموعۂ اخلاق کی فضیلت تمام ملتوں کے اخلاقی نظاموں کے مقابلے میں روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

فی الحقیقت ہماری زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جس میں ایک طرف علمی اعتبار سے اخلاق کے تمام گوشوں پر مکمل بحث ہو اور دوسری طرف ابوابِ اخلاق کی تشریح علمی نقطۂ نظر سے اس طرح کی گئی ہو کہ اس سے اسلام کے مجموعۂ اخلاق کی برتری دوسری ملتوں کے ضابطہائے اخلاق پر ثابت ہو جائے۔ اس کتاب سے یہ کمی پوری ہو گئی ہے اور اس موضوع پر ایک معیاری کتاب سامنے آگئی ہے اس ایڈیشن میں بہت کچھ حک و اضافہ کیا گیا ہے اور متعدد مباحث کو نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے۔ حجم بھی پہلے سے کافی بڑھ گیا ہے

۵۹ بڑی تقطیع قیمت غیر مجلد چھ روپے آٹھ آنے سے ۶/۸، مجلد سات روپے آٹھ آنے سے ۷/۸

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com